محترم جناب مفتی صاحب انچارج دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

السلام علیکم!

(۱) جناب میرا نام دانش فیاض ہے۔ اور میں بہاولپور کے ایک سرکاری محکمہ میں کلرک ہوں، مقامی علماء ے جی پی فنڈ پر جو اضافی رقم (interest) ملتا ہے۔ اُس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے دو وجوہات پر اسے حلال بتایا۔ ایک یہ کہ جی پی فنڈ کی رقم آپ کی تنخواہ سے زبردستی کاٹ لی جاتی ہے یعنی غصب کرلی جاتی ہے اور جو آپ کی رقم غصب کرے اور پھر کچھ عرصہ بعد اُس میں اپنی طرف سے کچھ اضافہ کر کے دے تو یہ رقم آپ کے لئے گفٹ ہے۔ اور کہا گیا کہ آپ کو جی پی فنڈ کے بارے میں کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ آپ کو معلوم نہیں ہوتا کہ گورنمنٹ اس رقم کا کیا کرتی ہے۔

(۳) محترم مفتی صاحب! میں اس بارے میں پہلی بات پر یہ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں کہ یہ جی پی فنڈ کی رقم کوئی آدمی غصب نہیں کرتا کہ اپنی طرف سے یعنی اپنی جیب سے کچھ اضافی رقم ملاتا ہے اور وہ ہمارے لئے گفٹ بن جاتی ہے بلکہ گورنمنٹ اس رقم کو کاٹتی ہے اور زبردستی نہیں کاٹتی بلکہ ایک نظام اور ضابطے کے مطابق کاٹتی ہے۔ اور اس پر جو اضافی رقم (interest) دیتی ہے اپنی جیب سے نہیں بلکہ ایک نظام کے تحت دیتی ہے۔

مفتی صاحب گورنمنٹ کی پنجاب جی پی فنڈ رولز 1978 کے نام سے ایک کتاب ہے۔ جس میں جی پی فنڈ کے بارے میں تمام قوانین لکھے ہوئے ہیں اور یہ کتاب ہماری ملازمت سے پہلے دفاتر میں موجود ہوتی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ ملازمت سے پہلے تو کوئی جی پی فنڈ کی کٹوتی کی بات نہیں ہوئی اور بعد میں اچانک زبردستی کاٹ لئے اور زبردستی اُس پر اضافی رقم (interest) لگادیا۔ اس قوانین کی کتاب میں (1)1.5 (a) para میں لکھا ہے کہ جب سرکاری ملازم کی دو سال نوکری ہو جائے گی تو اس کی تنخواہ سے جی پی فنڈ کی کٹوتی شروع ہو جائے گی۔ اور para 1.8 میں پہلے سے بتادیا ہے کہ جی پی فنڈ اکاؤنٹ ملازم کے نام سے ہو گا جس میں کاٹی ہوئی رقم اور اضافی رقم (interest) دونوں شامل ہونگے۔

(۴) اور جناب جو یہ کہا گیا ہے کہ ہمیں جی پی فنڈ کے بارے میں کسی قسم کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہے تو اس کتاب میں para (5) میں لکھا ہے کہ اگر کوئی مسلمان جی پی فنڈ پر ملنے والا (interest) نہیں لینا چاہتا تو تحریری صورت میں لکھ کر دے پھر اُسے صرف اُس کی جی پی فنڈ کی کاٹی ہوئی رقم ملتی ہے۔ اُس رقم پر (interest) نہیں ملتا۔ اور بہت سے دوستوں نے ایسا کروایا بھی ہوا ہے۔ اُن کے جی پی فنڈ اکاؤنٹ میں (interest) کی رقم شامل نہیں ہوتی۔ (بیان شُدہ para اور بغیر (interest) کے جی پی فنڈ کی کاپی لف ہے)۔

(۵) محترم مفتی صاحب دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ گورنمنٹ اس رقم کا کیا کرتی ہے ے۔ اس پر میں یہ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں کہ ہمیں معلوم ہے کہ گورنمنٹ اس رقم سے کاروبار کر کے ہمیں لگابھدا فکس نفع دیتی ہے جسکی شرح ہر سال گورنمنٹ خود تبدیل کرتی ہے۔ کبھی 11.7% ہوتی ہے تو اگلے سال کم یا زیادہ ہو کر 10.5% یا 12.8% بن جاتی ہے۔ جناب کاروبار میں ہمیں ہماری رقم پر نفع میں تو شریک کیا جاتا ہے لیکن نقصان میں شریک نہ رکھا، کیا یہ سود نہیں

ہے۔ اور نفع بھی سب ملازمین کے لئے فکس ہوتا ہے جبکہ کاروبار میں تو نفع کم یا زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ جناب جیسے ہم بینک میں رقم بظاہر امانت رکھواتے ہیں، سیونگ اکاؤنٹ کی صورت میں حقیقت میں وہ قرض ہوتا ہے جس پر نفع سود ہے اسی طرح جی پی فنڈ کی رقم جو گورنمنٹ کاٹتی ہے وہ حقیقت میں قرض ہوتا ہے جس پر گورنمنٹ کاروبار کرتی ہے اور قرض پر نفع سود ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ (ہر وہ قرض جو نفع کھینچے سود ہے) اور گورنمنٹ اضافہ سروس کے آخر میں نہیں کرتی بلکہ ہر مالیاتی سال کے آخر میں ہماری کٹوتی کردہ رقم پر (interest) لگاتی ہے اور پھر جو ٹوٹل رقم بنتی ہے اگلے سال اُس میں ہماری اگلے سال کی کٹوتی جمع کر کے پھر اُس پر (interest) لگاتی ہے یعنی کمپاؤنڈ (interest) لگتا ہے۔ جیسا کہ سود کے نظام میں ہوتا ہے۔

(۶) یا گورنمنٹ کے استعمال کی دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ گورنمنٹ اس رقم کو سود پر قرضے کے لئے استعمال کرتی ہے اور قرضہ پر سود جو کہ آج کل تقریباً 20% ہے۔ اس میں سے 10 یا 11 فیصد ہمیں دیتی ہے اور باقی خود کماتی ہے۔ کیونکہ جناب گورنمنٹ ہمیں جو اضافی رقم دیتی ہے وہ اپنی جیب سے تو نہیں دے سکتی۔

(۷) مفتی صاحب ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ اپنی جی پی فنڈ کی رقم میں سے اگر ہم مثال کے طور پر 20 ہزار ایڈوانس لیتے ہیں تو 20 ہزار ہمیں اقساط میں واپس کرنا ہوتا ہے اور جب 20 ہزار روا پس جمع ہو جاتے ہیں تو آخر میں ایک قانون کے تحت کچھ اضافی رقم بطور (interest) جمع کروانی ہوتی ہے۔ اور جتنی اقساط کم ہوتی ہیں اتنی یہ رقم کم بنتی ہے اور جتنی اقساط زیادہ ہوتی ہیں اتنی یہ رقم زیادہ بنتی ہے۔ کیا یہ تعزیر بالمال نہیں، جو کہ حرام ہے، جسے مالی جرمانہ بھی کہتے ہیں۔

(۸) مفتی صاحب ایک مسئلہ اس میں یہ ہے کہ ہمارے جن اکابرین سے اس اضافی رقم کو جائز کہا ہے وہ پاکستان بننے سے پہلے کا مسئلہ ہے اور اس وقت گورنمنٹ انگریز کی تھی نہ کہ مسلمان کی۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ (مسلمان اور کافر کے درمیان کوئی سود نہیں ہے)۔ اور جی پی فنڈ کے یہ قوانین 1978 میں بنائے گئے ہیں۔ ان قوانین سے پہلے مسئلہ کی نوعیت اور تھی اور اب مسئلہ کی نوعیت اور معلوم ہو رہی ہے۔

مفتی صاحب اس مندرجہ بالا ساری تحقیق کی روشنی میں میرا آپ جناب سے یہ مسئلہ پوچھنا درکار ہے کہ یہ اضافی رقم حلال ہے یا حرام ہے۔ مفتی صاحب مجھے اس مسئلہ کا ضرور جواب دیجئے گا۔ میرا ڈاک کا پتہ یہ ہے۔

دانش فیاض بمعرفت نبیل بدر، ڈسٹرکٹ کنزیومر پروٹیکشن کونسل، جھانگی والا روڈ، نزد سول ہسپتال، بہاولپور

ای میل ایڈریس: danishfayyaz155@gmail.com موبائل نمبر: 0301-7523879(U Fone)

(جواب منسلک ہے)

وضاحت: سائل نے فون پر مزید وضاحت کی کہ یہ اضافی رقم (جو بطور انٹرسٹ جمع کرائی جاتی ہے) یہ بھی اصل رقم کے ساتھ ملازم کے اپنے ہی اکاؤنٹ میں جمع ہو جاتی ہے۔ جو اختتامِ ملازمت پر اسی کو واپس مل جاتی ہے۔

دار الافتاء

(d) "Fund" means the General Provident Fund;

(e) "leave" means any variety of leave recognized by the Civil Services Rules (Punjab);

(f) "Year" means a financial year;

(g) "Continuous Service" means service which includes all kinds of leave with or without pay and Foreign Service.

(2) Any other expression used in these rules which is defined either in the Provident Fund Act, XIX of 1925 (reproduced in Appendix 1) or in the Civil Services Rules (Punjab), Volume-1, Part-1 is used in the sense therein defined.

(3) Nothing in these rules shall be deemed to have the effect of terminating the existence of the General Provident Fund as heretofore existing or of constituting any new Fund.

Part II -- Constitution of the Fund

1.3. The Fund shall be maintained in Pakistan in rupees.

1.4. All Government servants in permanent, temporary or officiating service (including probationary service) shall be eligible to joining the fund:

Provided that a Government servant subscribing to a Contributory Provident Fund shall not be eligible to join this Fund.

1.5. (1) (a) A Government servant who has completed 2 years' continuous service shall subscribe to the Fund compulsorily.

(b) Deleted vide Notification No. FD/SRI-2-3/83 (Prov) dated 02.04.1989. Previous version is available at Sr. No.1 of page 106.

(5) Without prejudice to the provisions of sub-rule (4), a subscriber shall along with every nomination made by him under this rule send to the Accounts Officer a contingent notice of cancellation which shall be in such one of the Forms P.F. 2 or 2-A, as is appropriate in the circumstances.

(6) Immediately on the occurrence of any event by reason of which the contingent notice of cancellation referred to in sub-rule (5) becomes operative and the nomination to which that notice relates consequently stands cancelled, the subscriber shall send to the Accounts Officer a fresh nomination made in accordance with the provisions of sub-rule (1) to (3).

(7) Every nomination made, and every notice of cancellation given by a subscriber, shall, to the extent it is valid, take effect on the date on which it is received by the Accounts Officer.

(8) Nothing in sub-rule (1) to (3) shall be deemed to invalidate, or to require the replacement by a nomination thereunder of, a nomination duly made before, and subsisting on the date of *promulgation of these rules:

Provided that in respect of every such nomination, the subscriber shall as soon as may be after the said date send to the Accounts Officer a contingent notice of cancellation in such one of the Forms P.F. 2 or 2-A as is appropriate in the circumstances.

Part IV -- Subscribers' Accounts

1.8. An account shall be prepared in the name of each subscriber and shall show the amount of his subscriptions with interest thereon calculated as prescribed in sub-rule (2) of Rule 1.13.

---

*Substituted for the words "this notification" vide notification No. FD/SR1-2-3/83 (Prov) dated 02.04.1989.

(3) In this rule, the date of deposit shall, in the case of a recovery from emoluments, be deemed to be the first day of the month in which it is recovered; and in the case of an amount forwarded by the subscriber shall be deemed to be the first day of the month of receipt, if it is received by the Accounts Officer before the fifth day of that month, but if it is received on or after the fifth day of that month the first day of the next succeeding month.

(4) In addition to any amount to be paid under rule 1.32, 1.33 or 1.34, interest thereon up to the end of the month preceding that in which the payment is made, shall be payable to the person to whom such amount is to be paid:

Provided that where the Accounts Officer has intimated to that person (or his agent) a date on which he is prepared to make payment in cash, or has posted a cheque, in payment to that person, interest shall be payable only up to the end of the month preceding the date so intimated, or the date of posting the cheque as the case may be:

Provided further that if the person entitled to the payment does not send an application in that behalf within six months of the date on which the amount standing to the credit of the subscriber has become payable, interest shall not be payable beyond the end of the sixth month after the month in which the amount became payable.

(5) Interest shall not be credited to the account of a Muslim subscriber if he informs the Accounts Officer that he does not wish to receive it; but if he subsequently asks for interest, it shall be credited with effect from the first day of the year in which he asks for it.

Explanation-When a subscriber intimates in writing his intention to forego interest already accrued on his deposits in the Provident Fund, the interest should be withheld and credited to Government revenues.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداو مصلیا

سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ اگر آپ ذاتی طور پر پراویڈنٹ فنڈ کی مد میں حاصل شدہ اضافی رقم کو استعمال نہیں کرنا چاہتے، یا اسے استعمال کرنے کو خلافِ تقویٰ سمجھتے ہیں، تو اس میں آپ کو اختیار ہے کہ آپ اس رقم کو استعمال نہ کریں، بلکہ صدقہ کر دیا کریں یا کسی کارِ خیر میں صرف کر دیا کریں، فتوے میں اس اضافہ کی رقم کے استعمال کی ترغیب نہیں دی جاتی، بلکہ صرف یہ بتایا جاتا ہے وہ سود میں داخل ہو کر حرام نہیں ہے۔

اس وضاحت کے بعد آپ کے سوالوں کے جوابات درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔جی پی فنڈ سے متعلق حکمِ شرعی کا خلاصہ یہ ہے:

ہماری معلومات کے مطابق یہ فنڈ تین قسم کی رقوم پر مشتمل ہوتا ہے، جن میں سے دو قسم کی رقوم (ملازم کی تنخواہ سے کاٹی گئی بنیادی رقم اور ادارے کی طرف سے تبرعاً اس میں شامل کیے گئے اضافے) کا وصول کرنا بلاشبہ درست ہے، ان دونوں رقوم میں کوئی شک شبہ نہیں، جبکہ ملازم کی اصل ملازمت جائز ہو۔

البتہ تیسری قسم کی رقم (یعنی پہلی دو قسموں کی رقم پر حاصل ہونے والے نفع) کے حکم میں کچھ تفصیل ہے، جس کا حاصل یہ ہے:

((الف)). اگر آپ کا ادارہ ملازم کی فنڈ والی رقم اپنے اکاؤنٹ میں ہی رکھ کر اس پر نفع دیتا ہے، الگ سے کوئی ٹرسٹ بنا کر اس میں منتقل نہیں کرتا، یا ملازم کی درخواست کے بغیر الگ ٹرسٹ میں رکھواتا ہے تو ان دونوں صورتوں میں اگر ادارہ نے ملازم کی تنخواہ سے جبری طور پر کٹوتی کی ہو تو ملازم کے لیے اس کا نفع حلال ہے (اگرچہ ادارے کو وہ حرام کاروبار سے حاصل ہوا ہو، بشرطیکہ ملازم خود براہِ راست سود کی رقم وصول نہ کرے بلکہ ملازم کو اپنے ادارے کی طرف سے یہ رقم ملے۔)

اور اگر کٹوتی اختیاری ہو تو اگر وہ رقم اس دارے کے مرکزی اکاؤنٹ میں جمع ہو، نیز اس مرکزی اکاؤنٹ میں موجود زیادہ تر رقم حلال ہو تو اس کے لینے اور استعمال کرنے کی گنجائش ہے، لیکن اس میں سود کی مشابہت ہے، اس لیے ملازم کو چاہیے نفع کی یہ رقم صدقہ کر دے یا کسی کارِ خیر میں صرف کر دے۔

((ب)). اگر وہ رقم ملازم کی اجازت سے کسی ٹرسٹ میں رکھوائی جائے (کٹوتی جبری ہو یا اختیاری) اور وہ ٹرسٹ کسی مستقل مالی حیثیت کا مالک ہو تو ٹرسٹ چونکہ ملازم کا وکیل سمجھا جاتا ہے اس لیے ٹرسٹ میں رقم آنا ایسا ہے جیسے خود ملازم کے ہاتھ میں آنا، لہٰذا اگر یہ رقم کسی ناجائز کاروبار سے حاصل کی گئی ہو یا کسی سودی بینک سے حاصل کی گئی ہو تو اس صورت میں اس نفع کا استعمال جائز نہیں ہے، اور اگر یہ رقم کسی جائز کاروبار میں لگا کر اس سے حلال نفع کے طور پر حاصل کی گئی ہو یا کسی مستند غیر سودی بینک میں رکھ کر حاصل کی گئی ہو تو اس کا وصول کرنا درست ہے۔ (ماخذہ التبویب ۱۸۷۵/۵۶ و ۱۸۸۴/۷۰)

(۲)۔۔۔حلت کی بنیادی وجہ اس کا سود نہ ہونا ہے، اگرچہ وہ سود کے نام سے دیا جائے، جیسا کہ اس کی وضاحت نمبر ۶ آرہی ہے۔

دار الافتاء

جاری ہے۔۔۔۔۔

(۳)۔۔۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ 'کوئی اس رقم کو زبردستی غصب نہیں کرتا... اور گورنمنٹ اس رقم کو زبردستی نہیں کاٹتی بلکہ ایک نظام اور ضابطہ کے تحت کاٹتی ہے... اور یہ کہ ملازمت سے پہلے یہ جی پی فنڈ کی کتاب دفاتر میں موجود ہوتی ہے وغیرہ۔' تو یہ بات بلاشبہ درست ہے کہ یہ نہ تو غصب ہے اور نہ یہ رقم زبردستی کاٹی گئی ہے، لیکن غصب نہ ہونے یا زبردستی نہ کاٹنے سے کٹوتی کا جبری نہ ہونا ثابت نہیں ہوتا، بلکہ کٹوتی کے جبری ہونے کا مفہوم بس اتنا ہے کہ گورنمنٹ یا ادارہ کے قانون کی رو سے اس رقم کو کٹوانا ہی پڑتا ہو، اس کے نہ کٹوانے کا کوئی اختیار نہ ہو۔ اور اختیاری کا مفہوم یہ ہے کہ رقم کٹوانے یا کٹوانے کا اختیار ملازم کو ہو۔

(۴)۔۔۔ ملازم کو سود کی رقم وصول نہ کرنے کا حق ملنا کٹوتی کے جبری ہونے کے منافی نہیں ہے، کیونکہ جبری کٹوتی میں اگرچہ کوئی شخص اس پر بنام انٹرسٹ ملنے والا اضافہ بند کرادے تب بھی قانون کی رو سے فنڈ کی رقم بہرحال کٹوانی ہی ہوتی ہے، البتہ اختیاری کٹوتی کی صورت میں یہ بات نہیں ہوتی، اس میں ملازم کو رقم کے کٹوانے اور نہ کٹوانے کا اختیار ہوتا ہے، اسی وجہ سے اختیاری اور جبری کی صورتوں میں حکم میں کچھ فرق ہے، مگر اختیاری میں بھی زیادہ سے زیادہ سود کی مشابہت ہے، جیسا کہ اس کی وضاحت نمبر ۶ میں آرہی ہے۔

(۵)۔۔۔ سوال میں جی پی فنڈ کے بارے میں یہ جو بات لکھی گئی ہے کہ گورنمنٹ فکس نفع دیتی ہے، جس کی شرح ہر سال گورنمنٹ تبدیل کرتی ہے، اور نقصان میں ملازم کو شریک نہیں رکھا گیا، اور اس کی بنیاد پر اسے سود قرار دیا گیا ہے، اس بارے میں وضاحت یہ ہے کہ درحقیقت یہاں سودی معاملہ گورنمنٹ اور ملازم کے درمیان ہے ہی نہیں، بلکہ سودی معاملہ تو گورنمنٹ نے آگے کسی اور ادارے سے کیا ہے، جو ناجائز اور حرام ہے، لیکن ملازم اس سودی معاملہ میں فریق نہیں ہے، رہی یہ بات کہ ملازم کی کٹی ہوئی رقم پر سود لگا ہے، تو اس بارے میں واضح رہے کہ پراویڈنٹ فنڈ کی رقم اگرچہ ملازم کی ملازمت کے معاوضہ کا ایک حصہ ہے، جس کے مطالبے کا اسے حق حاصل ہے، مگر قبضہ میں آنے سے قبل اس کی ملکیت نہیں ہے، اور نہ اس کے تصرفات اس میں نافذ ہوتے ہیں (دیکھیے عبارت بحوالہ نمبر ا میں) اب جب محکمہ وہ رقم ملازم کے قبضے میں دیئے بغیر اس رقم میں کوئی تصرف کرتا ہے، تو درحقیقت محکمہ اپنی ملکیت میں ہی تصرف کرتا ہے، اس لیے یہ سب تصرفات محکمہ کی طرف منسوب ہوں گے، پھر جب محکمہ اس رقم پر ملازم کو کوئی اضافہ اپنی طرف سے دیگا تو یہ اس کا یک طرفہ عمل ہوگا، جو کہ تبرع ہے، اسے سود نہیں کہا جاسکتا۔ (رسالہ پراویڈنٹ فنڈ جواہر الفقہ ج۳/۲۷۷)

البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ اختیاری کٹوتی کی صورت میں سود کے ساتھ تشبہ ہے، وہ اس طرح کہ اجرت کے استحقاق کے بعد جب اپنے اختیار سے رقم کٹوائی جارہی ہے تو اس "اختیار کے ساتھ کٹوانے" کی "قبضہ" کے ساتھ ایک گونہ مشابہت ہے، اسی مشابہت کو سود کی مشابہت سے تعبیر کیا گیا ہے، اور اسی مشابہت کی بنا پر یہ حکم لگایا گیا ہے کہ اس رقم کو اگرچہ استعمال کرنا حرام نہیں ہے، تاہم اس کا صدقہ کرنا بہتر اور تقویٰ کے مطابق ہے۔ (التبویب ۱۹۴۱/۸۷ بتغییر وتلخیص)

البتہ اگر ٹرسٹ بنا ہو اور رقم ملازم کی درخواست پر ٹرسٹ میں منتقل کی گئی تو اس کا حکم دوسرا ہے جو پہلے عرض کر دیا گیا ہے۔

جاری ہے۔۔۔۔۔

(۶)۔۔۔اس کی ذمہ داری گورنمنٹ یا متعلقہ محکمہ پر عائد ہوتی ہے، اور کوئی بھی سودی معاملہ کرنا اس کا اپنا فعل ہے، ملازم کا یا ملازم کی رقم کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

(۷)۔۔۔ایڈوانس لینے کے بعد اس پر دیا جانے والا اضافہ بھی نہ تو شرعاً "تعزیر بالمال" ہے اور نہ ہی سُود ہے۔ "تعزیر بالمال" تو اس وجہ سے نہیں کہ تعزیر بالمال کسی جرم یا غلطی پر بطورِ سزا مالی جرمانہ عائد کرنے کو کہا جاتا ہے، اور یہاں ایسا نہیں۔

اور سُود اس لیے نہیں کہ سُود قرض پر ہونے والے اُس مشروط یا معروف اضافہ کو کہا جاتا ہے جو کسی دوسرے شخص سے قرض لے کر واپسی کے وقت ادا کیا جائے، جبکہ یہاں شرعی نقطۂ نگاہ سے نہ کوئی قرض ہے، اور نہ اس پر سود۔ قرض اس لیے نہیں کہ ملازم نے اپنے اسی حق کا ایک حصہ وصول کیا ہے، جو اس کا محکمے کے ذمہ میں لازم تھا، اور جس کے مطالبے کا اسے حق حاصل تھا، پھر بعد میں جب ایڈوانس کی یہ رقم واپس کرتا ہے تو وہ بھی قرض کی واپسی نہیں، بلکہ فنڈ میں جو رقم معمول کے مطابق کٹتی تھی، اسی کی طرح یہ بھی ایک کٹوتی ہے، جو خود ملازم کے فنڈ میں جمع ہو کر ملازمت کے ختم ہونے پر اسی کو واپس مل جاتی ہے۔

اور اس پر دیا جانے والا اضافہ سود بھی نہیں، وجہ واضح ہے کہ سود دوسرے کو دیا جاتا ہے، اور یہاں ملازم کی یہ رقم واپس ملازم کو ملنا ہی طے شدہ ہے۔(رسالہ پراویڈنٹ فنڈ ضمیمہ، جواہر الفقہ ۳/۲۹۰ وامداد الفتاویٰ، کلہابتصرف)

(۸)۔۔۔ہمارے جن اکابرین نے اس اضافے کو جائز کہا ہے، اس کی بنیاد یہ حدیث نہیں ہے، بلکہ ان میں سے بعض حضرات کے نزدیک تو دارالحرب میں سود لینا جائز ہی نہیں ہے، چنانچہ 'رافع الضنک عن منافع البنک' میں حضرت تھانویؒ نے دارالحرب میں سود کی حرمت کو تحقیق سے ثابت فرمایا ہے، جس سے صاف معلوم ہوا کہ پراویڈنٹ فنڈ والے اضافے کو وہ شرعاً سود کے زمرے میں داخل ہی نہیں سمجھتے، جیسا کہ اس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔

بحوث في قضايا فقهية معاصرة (١ / ٢٨٨) :

أما البنوك التي يملكها غير المسلمين في البلاد غير المسلمة فقد ذهب العلماء المعاصرين إلى جواز الإيداع فيها والانتفاع بالفوائد الحاصلة منها على أساس قول الإمام أبي حنيفة رحمه الله من أنه يجوز أخذ مال الحربي برضاه وأنه لا ربا بين المسلم والحربي. **وإن هذا القول لم يقبله جمهور الفقهاء حتى إنه لم يفت به الفقهاء المتأخرون منهم الحنفية.** وبما أن حرمة الربا منصوص عليها بنص قطعي يؤذن بحرب من الله ورسوله لمن لا يتركه، فلا ينبغي في عموم الأحوال أن يدخل المسلم في معاملة الربا، وإن كانت مع الحربيين.

البحر الرائق، دارالكتاب الاسلامي (٧/ ٣٠٠)

(قوله بل بالتعجيل أو بشرطه أو بالاستيفاء أوبالتمكن) يعني لا يملك الأجرة إلابواحد من هذه الأربعة والمراد أنه لا يستحقها المؤجر إلا

دار الافتاء

جاری ہے۔۔۔۔۔

بذلك كما أشار إليه القدوري في مختصره. لأنها لو كانت دينا لا يقال أنه ملكه المؤجر قبل قبضه وإذا استحقها المؤجر قبل قبضها فله المطالبة بها وحبس المستأجر عليها وحبس العين عنه وله حق الفسخ إن لم يعجل له المستأجر كذا في المحيط لكن ليس له بيعها قبل قبضها.

الفتاوى الهندية (٤/ ٤١٣)

ثم الأجرة تستحق بأحد معان ثلاثة إما بشرط التعجيل أو بالتعجيل أو باستيفاء المعقود عليه فإذا وجد أحد هذه الأشياء الثلاثة فإنه يملكها، كذا في شرح الطحاوي. وكما يجب الأجر باستيفاء المنافع يجب بالتمكن من استيفاء المنافع إذا كانت الإجارة صحيحة حتى إن المستأجر دارا أو حانوتا مدة معلومة ولم يسكن فيها في تلك المدة مع تمكنه من ذلك تجب الأجرة، كذا في المحيط............................والله سبحانه وتعالى اعلم

الجواب صحيح
احقر محمود اشرف غفر الله
مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی
١٢/جمادی الاولی/١٤٤٠ھ
١٩/جنوری/2019ء

عبدالرحمن خضر
عبدالرحمن خضر غفرلہ ولوالدیہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
٢/جمادی الاولی/١٤٤٠ھ
٩/جنوری/2019ء

مُفتی

الجواب صحیح
٧/٥/١٤٤٠ھ

الجواب صحیح
عبد المعز
٦/٥/١٤٤٠ھ

الجواب صحیح
١٣/٥/١٤٤٠ھ

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ٣٢/٢٠٤٣
١٤٤٠/٥/١٥
٢٠١٩/١/٢٢